اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دینی مدارس......اور ان کے مسائل

رئیس التحریر کے قلم سے

دینی مدارس کی اہمیت ضرورت اور افادیت پر بہت کچھ لکھا جا چکا۔ لاتعداد مضامین' مقالے' اور کتابیں شائع ہو چکی ہیں یونیورسٹیاں دینی مدارس پر ایم فل اور پی۔ ایچ۔ ڈی کروا رہی ہیں۔ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ آئے روز ایک نئے زاویے سے مدارس کی خدمات کو اجاگر کیا جا رہا ہے۔ بلاشبہ دینی مدارس معاشرے میں نہایت مثبت کردار ادا کر رہے ہیں۔ تعلیم کے فروغ کیساتھ طلبہ کی فکری اور عملی تربیت کا موثر نظام موجود ہے۔ اپنی اعلیٰ تعلیم و تربیت کے ساتھ یہ فضلاء معاشرے میں دینی اقدار تہذیب و ثقافت کی پہچان ہیں سماج میں دعوت اور عملی زندگی کی وجہ سے تبدیلی کا باعث بھی ہیں۔ ان کا وجود اسلام کی ترجمانی کا خوبصورت مظہر ہے۔ یہ لوگ ہمیں اپنے اسلاف اور ماضی سے جوڑنے کا حسین ذریعہ ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر اسلام کے مکمل ورثے کے محافظ ہیں اور اس ورثے کو آنے والی نسلوں کو منتقل کرنے کے لئے دن رات کوشاں ہیں۔ سرکاری مراعات اور سرپرستی کے بغیر انتہائی کسمپرسی میں یہ فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ لوگوں کے طعن و تشنیع اور ملامت کو خاطر میں لائے بغیر یہ مشن جاری ہے۔

دینی مدارس ایک پورا نظام اور نصاب تعلیم رکھتے ہیں اور قواعد و ضوابط کے مطابق یہ ادارے کام کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے یہ نظام بھی انسان ہی وضع کرتا ہے۔ اس میں بھی نقائص ہو سکتے ہیں۔ ان کمزوریوں کا ازالہ کرنے کی حتی المقدور کوشش کی جاتی ہے۔ یہ مسائل کیا ہیں جو دینی مدارس کو درپیش ہیں۔ ہم یہاں ان کا ذکر کر رہے ہیں۔

(1) دینی مدارس کا نصاب ایک خاص مقصد یعنی دینی رہنمائی دعوت و تبلیغ اور اس کی اشاعت کو سامنے رکھ کر ڈیزائن کیا گیا ہے۔ اس نصاب کی تدریس سے ایسے رجال کار ہی تیار ہو سکتے ہیں۔ جو امام' خطیب و داعی' مبلغ' مدرس' مفتی اور دینی مرشد کے فرائض سرانجام دینے کی صلاحیت رکھتے

ہیں اور دیکھا جائے تو یہ بہت بڑا میدان ہے جس کے لیے ہزاروں افراد کی ضرورت ہے۔ جبکہ مجموعی اعتبار سے ہم بہت کم تعداد میں فضلاء تیار کر پاتے ہیں۔ اس کے برعکس مدارس کو جو مسئلہ درپیش ہے وہ عصری مضامین کی تدریس ہے۔ جس کا گلہ لوگ کرتے ہیں اور ان کا تقاضا کہ بالاستعیاب جملہ مضامین بھی پڑھائیں۔ خاص کر سائنسی مضامین جس میں بیالوجی' کمیسٹری 'ریاضی' انگریزی وغیرہ' حالانکہ تعلیم کی نفسیات سے آگاہی رکھنے والا یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ آج تعلیم مختلف حصوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یونیورسٹی میں کئی کئی فیکلٹیاں اور کلیات بن چکے ہیں ضروری نہیں کہ ایک فیکلٹی میں پڑھا جانے والا مضمون دوسرے فیکلٹی میں بھی پڑھا جائے۔ اسی طرح دینی تعلیم کا شعبہ ہے ضروری نہیں کہ اس میں پڑھائے جانے والے مضامین دیگر کلیات میں پڑھائے جائیں۔ اور ان کے مضامین دینی مدارس میں پڑھائے جائیں۔ یہ ایسی گرہ ہے کہ جتنا چاہے سمجھائیں۔ تفصیلی بات سننے کے بعد پھر کہہ دیں گے کہ آخر انہیں سائنسی مضامین پڑھانے میں حرج کیا ہے؟ کوئی حرج نہیں اگر ہم میڈیکل کے طالب علم کو فتاویٰ عالمگیری پڑھا دیں۔ یا پھر قدوری اور اصول فقہ کی الوجیز پڑھا دیں۔ تب ارشاد ہوتا ہے کہ یہ اس کا میدان نہیں ارے نادانوں! ایک دینی سکالر کے لیے ہی کیا ضروری ہے کہ وہ کمیسٹری یا بیالوجی ضرور پڑھے۔ یہ اہم ترین مسئلہ ہے جس نے ارباب مدارس کو الجھا رکھا ہے۔۔ اور ان کی صلاحیتیں تقسیم ہو کر رہ گئی ہیں۔ بعض مدارس نے اس کا حل یہ نکالا کہ شام کی کلاسیں عصری مضامین کی تدریس کے لیے مخصوص کیں۔ لیکن نتیجہ مایوس کن۔ نہ خدا ہی ملا۔ نہ وصال صنم۔ کے مصداق طلبہ کی سوچ تھی۔ منتشر ہو گئی۔ البتہ ایک حل جو کہ قابل عمل بھی ہے اور اس کے فوائد بھی نظر آتے۔ کہ طلبہ کو ان مضامین پر خصوصی لیکچرز دیئے جائیں جو نصاب کا حصہ تو نہیں لیکن معاشرے میں اس کی ضرورت ہے۔ مثلاً بینک کاری نظام' حصص (شیئرز) کا کاروبار اس کا تعارف اور شرعی حقیقت' انشورنس بیمہ پالیسی 'انتقال خون' اعضاء کی پیوند کاری' نقد ادھار کا کاروبار' جدید فتنے ان کا تعارف اور ان کا حل' وغیرہ' ایسی صورت میں بہت حد تک فضلاء مدارس دینیہ حالات سے باخبر ہو جاتے ہیں۔ اور

پیش آمدہ مسائل کا حل بھی پیش کر سکتے ہیں۔

(2) دینی مدارس کا دوسرا اہم مسئلہ نظام کی پابندی ہے۔وفاق المدارس السلفیہ ایک بہترین مربوط نظام رکھتا ہے۔اور وفاق سے منسلک اداروں کو اس کا پابند بناتا ہے۔مثلاً طلبہ کا داخلہ شوال میں مکمل کیا جائے اور باقاعدہ طلبہ (ریگولر سٹوڈنٹ) کی رجسٹریشن یکم محرم سے قبل کرائی جائے۔تاکہ تمام مدارس پورا سال داخلہ جاری نہ رکھیں اور یکسو ہو کر تعلیم پر توجہ دیں۔اور طلبہ بھی استقامت واستقرار کے ساتھ مدرسہ میں پڑھے۔اور بار بار مدرسہ تبدیل نہ کرے۔لیکن بدقسمتی سے مدارس اس پر قائم نہیں رہتے۔اور بعض مدارس بار بار داخلہ جاری رکھتے ہیں۔جس سے دیگر نظام کے پابند مدارس ضرور متاثر ہوتے ہیں اس سے یہ خرابی بھی لازم آتی ہے۔کہ ایسے طلبہ جو اخلاقی کمزوریوں کے باعث مثلاً غیر حاضری اسلامی آداب' بے راہ روی کی وجہ سے کوئی مدرسہ خارج کرتا ہے۔یہ اسے گلے لگاتے ہیں اور اس طرح ان کی حوصلہ افزائی ہو جاتی ہے۔نظام کی پابندی تعلیم سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔مدارس اگر اس کا اہتمام کر لیں۔تو تعلیم میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہو سکتا۔

(3) دینی مدارس لوگوں اور خاص کر طلبہ کے والدین کی عدم توجہگی کا بھی شکار ہیں یہ اہم مسئلہ جو کہ مدارس کو درپیش ہے۔عام لوگ یہ سوچ رکھتے ہیں۔کہ دینی مدارس میں پڑھنے پڑھانے والے الگ مخلوق ہیں ہمارا ان سے کیا تعلق یا واسطہ ہے۔وہ کبھی بھی حالات معلوم کرنے' صورت حال کو جاننے کی تکلیف نہیں کرتے۔ان کی عدم دلچسپی مدارس میں کام کرنے والوں کی حوصلہ شکنی کا باعث ہوتی ہے۔اس سے بڑا المیہ یہ ہے کہ وہ والدین جن کے بچے مدارس میں زیر تعلیم ہیں بہت کم ایسے ہونگے جو خود رابطہ قائم کر کے بچے کی تعلیمی کارکردگی حاصل کریں۔اکثر والدین اس پر اکتفا کرتے ہیں۔کہ بچہ دینی مدرسہ میں زیر تعلیم ہیں لہٰذا وہ اچھے ماحول میں تعلیم وتربیت پا رہا ہوگا اصل مسئلہ یہ ہے کہ بچہ گھر جاتا ہے وقت پر واپس نہیں آتا۔بار بار بہانے بنا کر رخصت حاصل کرتا ہے۔کلاس میں حاضری کو یقینی نہیں بناتا۔دیگر نظام کی پابندی نہیں کرتا۔کسی سیاسی یا عسکری تنظیم میں دلچسپی لیتا ہے اور بغیر اجازت جلسوں میں چلا جاتا ہے۔اگر والدین خود تعلیمی ادارے سے رابطہ رکھیں۔تو وہ

لمحہ بہ لمحہ حالات سے باخبر ہونگے۔اور بچے کی اصلاح میں دیر نہیں لگے گی۔لیکن والدین پورا پورا سال رابطہ نہیں کرتے۔اور اگر ادارہ خود حالات سے باخبر کرے تو بھی جواب نہیں دیتے۔تجربے میں یہ بات آئی کہ اگر بذریعہ فون بھی رابطہ کیا۔اور حالات کی سنگینی سے آگاہ کیا تو ان کا ردعمل پرجوش نہیں ہوتا بلکہ اکثر یہی مطالبہ ہوتا ہے کہ آپ اسے مزید موقعہ دیں اگر یہ مدرسہ میں قابو نہ آیا۔تو ہمارے پاس ذرا بھی گنجائش نہیں۔اس قدر خوف اور گھبراہٹ وہ سمجھتے ہیں کہ بچہ نا قابل اصلاح ہے۔

(4) مدارس کا اہم مسئلہ یہ بھی ہے کہ ان کے وسائل بہت محدود ہوتے ہیں جبکہ مسائل تو وہی ہیں جو ایک معاشرے کو درپیش ہیں۔طلبہ کی روزمرہ ضروریات جس میں خوراک' علاج' تعلیم' کتابیں جاری ہیں اساتذہ کی تنخواہیں' حق الخدمت دیگر ملازمین بغیر کسی رکاوٹ اپنا عمل جاری رکھے ہوئے ہیں ان حالات میں اہل مدارس کا یہ کارنامہ کسی جہاد سے کم نہیں کہ وہ مسلسل اس عمل کو جاری رکھے ہوئے ہیں اہل مدارس ان ضروریات کو پورا کرنیکے لیے اہل ثروت سے مسلسل رابطہ میں ہیں دیہی علاقوں سے گندم چاول آلو وغیرہ حاصل کیا جاتا ہے۔اور بڑے حوصلہ سے یہ آپریشن جاری رکھتے ہیں کسی دور میں مدارس کے نام وقف ہوتے تھے لیکن تقسیم کے وقت یہ وقف ضائع ہو گئے۔بعد میں قائم ہونے والے مدارس کے پاس وقف نہیں ہیں اس کا حل تو یہی ہے کہ سرکار اس کا اہتمام کرے۔کیونکہ مدارس میں زیر تعلیم طلبہ بھی وطن کے بچے ہیں اور ان کا بھی یہ حق ہے کہ حکومت ان کی تعلیم کا بندوبست کرے اس کے لیے حکومت کو مشترکہ تجاویز بھی دیں گئیں کہ اگر حکومت دینی مدارس کے ساتھ تعاون کرنا چاہتی ہے تو وہ یوٹیلٹی بل خود ادا کرے۔اساتذہ کی تنخواہ اپنے ذمہ لے لیکن حکومت چونکہ ایسا کرنے میں سنجیدہ نہیں لہٰذا یہ کام آج تک نہ ہو سکا۔

(5) مدارس کے اہم مسائل میں رجسٹریشن کا مسئلہ ہے کوئی بھی دینی مدرسہ اپنے قیام کے وقت ایک انتظامی باڈی تشکیل دیتا ہے جس کے تحت یہ کام کرتا ہے 1860 ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہونے والے مدارس کی دراصل وہ انتظامی باڈی رجسٹرڈ ہوتی ہے اور رجسٹرڈ کرنے والا ادارہ دراصل وہی ہے جہاں ٹریڈ کمپنیز وغیرہ کی رجسٹریشن کی جاتی ہے۔بادی النظر میں یہ کوئی مستحسن قدم نہیں کہ دینی مدارس بھی ان کے ہاں رجسٹرڈ ہوں عقل و دانش کا تقاضا تو یہی ہے کہ دینی مدارس

تعلیمی ادارے ہیں لہٰذا ان کی رجسٹریشن محکمہ تعلیم میں ہونی چاہئے۔ جو اس بات کا جائزہ لیکر رجسٹرڈ کریں۔ کہ واقعی یہ ادارہ تعلیم دینے کے لیے موزوں ہے لیکن بدقسمتی سے اس ملک میں بہت سے کام الٹ ہوتے ہیں۔ اور ان میں دینی مدارس کی رجسٹریشن کا مسئلہ بھی شامل ہے۔ مدارس رجسٹرڈ ہونا چاہتے ہیں لیکن پیچیدہ طریقہ کار اور بلاوجہ سیکورٹی مراحل نے ان کا راستہ روک رکھا ہے سینکڑوں درخواستیں دائر ہو چکی ہیں۔ لیکن ان میں سے کسی ایک کو بھی رجسٹریشن سرٹیفکیٹ نہیں دیا گیا۔ دوسری طرف یہ واویلا کیا جاتا ہے۔ کہ مدارس رجسٹریشن نہیں کرواتے۔

کون نہیں جانتا کہ گذشتہ 7 ستمبر 2015ء کو اتحاد تنظیمات مدارس کی ہائی کمان کا ایک اہم اجلاس وزیراعظم پاکستان' آرمی چیف' ڈی جی آئی ایس آئی' وزیر داخلہ' وزیر تعلیم' وزیر مذہبی امور کے ساتھ منعقد ہوا جس میں بنیادی مسائل میں رجسٹریشن کا مسئلہ پیش ہوا۔ اتفاق رائے سے رجسٹریشن کے لیے ایک فارم ڈیزائن کیا گیا اور وزارت داخلہ کو دے دیا گیا۔ لیکن ایک سال بیت گیا۔ ابھی تک کسی صوبے نے اس پر عمل نہیں کیا جس کی وجہ سے مدارس کی رجسٹریشن کے مسائل جوں کہ توں ہیں اور اس میں کوئی پیش رفت نہیں۔

(6) وفاق المدارس کے تحت جاری ہونے والی اسناد ثانویہ عامہ اور خاصہ جو کہ میٹرک' ایف اے کے مساوی ہیں۔ انہیں باقاعدہ تسلیم نہیں کیا گیا جبکہ حکومت سے متعدد اجلاس ہو چکے ہیں۔ تمام وفاق اپنے نصاب میں عصری مضامین کو شامل کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اور فیڈرل بورڈ کے نصاب میں شامل انگلش' ریاضی' اردو وغیرہ کو اپنے ہاں پڑھائیں گے بشرطیکہ حکومت تمام وفاق کے تحت قائم امتحانی بورڈز کو بھی باضابطہ بورڈ کا درجہ دے دے۔ لیکن حکومت کا اصرار ہے کہ ان مضامین کا امتحان سرکاری بورڈ لے گا باقی امتحان آپ خود لیں۔ اس میں بہت ساری قباحتیں جن کی ہم نشاندہی کر چکے ہیں لیکن حکومت کے اپنے تحفظات ہیں جس کی وجہ سے یہ مسئلہ ابھی تک حل نہ ہو سکا۔ ویسے بھی تعلیم اب صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے لہٰذا جب تک صوبائی حکومتیں اپنی رضامندی ظاہر نہیں کرتیں۔ یہ مسئلہ پایہ تکمیل کو نہیں پہنچتا۔

(7) مدارس کا ایک حساس مسئلہ وہ معلومات ہیں جو مختلف ادارے (ایجنسیاں) ان سے حاصل

کرتی ہیں پاکستان بھر میں موجود مدارس کے پاس ایک ایک دن میں کئی کئی ایجنسیاں آتی ہیں اور ایک جیسی معلومات یا مختلف فارم پُر کرواتی ہیں اہل مدارس ایک دن میں کئی مرتبہ بیسیوں صفحات پر مشتمل معلومات انہیں دیتے ہیں جو کہ اہل مدارس کے لیے پریشانی کا باعث ہے پھر یہ لوگ دفتری اوقات میں نہیں آتے۔ بلکہ جب انہیں فرصت ہوتی ہے چلے آتے ہیں اور انتہائی نامناسب رویہ اختیار کرتے ہیں اور دھمکیاں دیتے ہیں اس ضمن میں بھی اعلیٰ سطحی اجلاس میں بات ہوئی۔ اور بالاتفاق طے پایا کہ ایک ڈیٹا فارم تشکیل دیا جائے جو تعلیمی سال کے آغاز پر ہر مدرسہ پُر کر کے رجسٹریشن آفس میں جمع کرا دے جس حساس ادارے کو بھی کسی مدرسہ کے بارے میں معلومات درکار ہوں وہ وہاں سے حاصل کر لے۔ لیکن یہ کام بھی تا حال نامکمل ہے۔ اور ڈیٹا فارم بھی اتفاق رائے سے ڈیزائن کر کے وزارت داخلہ کو دے چکے ہیں۔

(8) ایک اہم مسئلہ یہ بھی ہے کہ بعض وزراء یا سرکاری اہلکار ذرائع ابلاغ پر یہ فرماتے ہیں کہ نوے فیصد مدارس بالکل صحیح ہیں یا 6 فیصد مدارس ٹھیک نہیں۔ لیکن مقام افسوس ہے کہ آج تک ان مدارس کی نہ تو نشاندہی ہوئی اور نہ ہی ان کے خلاف ایکشن لیا گیا۔ یہ دس یا چھ فیصد دینی مدارس کون سے ہیں اور کہاں ہیں آج تک معلوم نہ ہو سکا۔ وہ ذرائع ابلاغ جو اپنی آزادی کی آڑ میں دن رات اخلاقیات کی دھجیاں اڑاتے ہیں اور لوگوں کو الو بناتے ہوئے ''ہر پل باخبر'' کا نعرہ لگاتے ہیں۔ آج تک ان مدارس کا کھوج نہ لگا سکے۔ ان کی وجہ سے ہر مدرسہ اس وقت تک شک وشبہ کی نظر سے دیکھا جاتا ہے حالانکہ یہ مدارس عوام کی خدمت میں دن رات مصروف ہیں اہل مدارس اور اس میں زیر تعلیم طلبہ محب وطن ہیں۔

مدارس کے مسائل حل کرنے کے لئے قوت ارادی اور عزم کی ضرورت ہے سیاسی حکومت اگر مسئلہ حل کرنا بھی چاہتی ہے تو انہیں خوف زدہ کر دیا جاتا ہے کہ ایسا کرنے سے وہ لوگ ناراض ہو جائیں گے جو مدارس کے سسٹم کو ہمیشہ کے لیے لپیٹ دینا چاہتے ہیں یہی وہ قوتیں ہیں جو حکومت کو قدم قدم پر ''ڈو مور'' کا حکم دیتی ہیں۔

ایک طبقہ افسران بالا میں موجود ہے جو ذہنی طور پر مدارس کے خلاف ہے اور نہیں چاہتے کہ مدارس کے ماحول سے پڑھ لکھ کر آنے والے کو عزت ملے۔ اور وہ کسی بھی سطح پر سرکاری نوکری